السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں اور کچھ بزرگ لوگ ضرورت کے وقت ان کی زیارت بھی کرتے ہیں کیا یہ درست ہے ؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

بعض صوفیاء اس بات کے قائل ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام بقید حیات ہیں اور کچھ لوگوں کو کبھی کبھی نظر بھی آجاتے ہیں لیکن اس عقیدے کے لوگوں کے پاس قرآن و حدیث سے کوئی قوی دلیل نہیں ہے بلکہ یہ بعض خوابوں اور احکامات کا سہارا لیتے ہیں جب کہ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ خضر علیہ السلام وفات پاچکے ہیں 'ان کے دلائل قوی اور واضح ہیں جو درج ذیل ہیں:

۔ سب سے قاطع اور مضبوط دلیل قرآن کی یہ آیت ہے ۱ :

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ الْخُلْدَ... ٣٤ ... سورة الأنبياء

اور ہم نے کسی بشر کو (اے پیغمبر ﷺ) تجھ سے پہلے ہمیشہ کے لئے زندگی نہیں دی۔ ''خلد کا یہاں معنی ہوگا رہتی دنیا تک باقی رہنا۔ یہاں نکرہ نفی کے سیاق میں عموما کا فائدہ دے گا یعنی کوئی بشر بھی خواہ خضر ہوں اور اس'' عموم سے خضر علیہ السلام کو خاص کرنے کے لئے محض حکایت یا مکاشفہ کافی نہیں ہوگا بلکہ واضح نص کا ہونا ضروری ہے۔

۔ دوسری دلیل صحیح بخاری شریف کی یہ حدیث ہے : «ارایتم یو مکم ہذا فانہ لا یبقی بعد مائة عام احد ہن ہو علی ظہرہا الیوم» (بخاري کتاب العلم باب السمر فی العلم (۱۱۶) وکتاب مواقیت الصلاۃ باب ذکر العشاء والعتمة ومن راہ ۲ واسعا (۵۶۴) و باب السمر فی الفقہ والخیر بعد العشاء (۶۰۱) میں الفاظ یوں ہیں «ارئیتکم لیلتکم ہذہ فان رأس مائة سنة منہا لا یبقی ممن ہو علی ظہر الارض احد» نیز دیکھیں مسلم فضائل صحابہ (رقم،۲۵۳) شرح السنة باب تعجل الصلوات (۳۵۲)) مزید تفصیل کے لیے ''الزہد التضرفی حال الخضر'' لابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ ملاحظہ ہو۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ آج جو اس زمین پر موجود ہے سو سال بعد اس کا وجود نہیں ہوگا۔

اس میں کوئی بھی اشارہ نہیں کہ خضر علیہ السلام اس سے مستثنیٰ ہیں۔

۔ اور پھر کسی بھی روایت سے یہ ثابت نہیں کہ خضر علیہ السلام کی رسول اکرم علیہ الصلوۃ والسلام سے ملاقات ہوئی اور اگر زندہ تسلیم کرلیا جائے تو پھر سوال پیدا ہوگا کہ وہ کس شریعت پر عمل پیرا ہیں ؟ اگر وہ خود نبی ہیں تو ان کی ۳ اتباع کس پر لازم ہے ؟

ھذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ صراط مستقیم

ص115

محدث فتویٰ